عزت

"عزت کی ایک دن کی زندگی ذلت کی ہزار سالہ زندگی سے بہتر ہے"

یہ کسی ڈرامہ کا مکالمہ نہیں بلکہ مسلمانوں کی شاندار تاریخ کا سرنامہ ہے۔ یہ حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔۔۔رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی۔۔۔ایک غیرت مند مجاہد اسلام۔۔۔جنگ قادسیہ کا موقع ہے۔امیر لشکر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مجاہدین کے ساتھ فارس کے مشہور سپہ سالار رستم سے نبرد آزما ہیں۔رستم چاہتا ہے کہ کسی طرح صلح ہو جائے۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے گزارش کرتا ہے کہ اپنا نمائندہ ہمارے پاس بھیجئے جو صلح کی بات کرے۔آپ ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر رستم کے دربار میں بھیجتے ہیں۔ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ فوراً روانہ ہو جاتے ہیں۔ گھوڑے پر سوار رستم کے دربار میں پہنچتے ہیں۔رستم کے درباری دوڑ پڑتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ ربعی رضی اللہ عنہ گھوڑے سے اتر جائیں اور پا پیادہ رستم کے حضور حاضر ہوں۔حضرت ربعی رضی اللہ عنہ درباریوں کو جواب دیتے ہیں: میں خود سے نہیں آیا ہوں، تم نے مجھے بلایا ہے۔اگر میرا اسی طرح آنا منظور ہے تو ٹھیک ورنہ میں واپس جاتا ہوں۔درباری دم بخود ہیں۔اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہے ہیں، لیکن ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کے مطالبہ کو تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں۔مجبوراً اجازت دیتے ہیں۔ربعی رستم کے پاس اسی حالت میں پہنچ جاتے ہیں اور رستم کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔اسلام کی دعوت نہ قبول کرنے کی صورت میں جزیہ دینے کا راستہ بتاتے ہیں ورنہ جنگ کا فیصلہ سناتے ہیں۔حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کمال بے باکی اور دلیری سے رستم سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ہمیں اس لئے بھیجا ہے کہ ہم انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی بندگی کے دائرہ میں لے آئیں۔

مختلف نظریات اور ادیان کے جور و ظلم سے انسانوں کو نجات دلا کر اسلام کے عدل و انصاف کے دامن سے وابستہ کر دیں اور بالآخر دنیا کی تنگیوں سے نکال کر آخرت کی وسعتوں میں پہنچا دیں۔ ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ اس شخص کو مخاطب کر کے کہے جو خود لوگوں کا معبود بنا ہوا تھا اور اس نظام کا نمائندہ تھا جو

دنیا کی تنگیوں کا اسیر اور خلق خدا پر ظلم و جبر کا دل دادہ تھا۔ عزت و وقار اور تہور و تمکنت کی بے شمار مثالوں میں ایک مثال اور ملاحظہ کیجئے:

بغداد کے عباسی خلیفہ ہارون رشید کے جاہ و جلال کا دور دورہ تھا۔ اس نے امام دار الہجرۃ حضرت مالک کو بلایا اور کہا کہ آپ ہمارے یہاں آتے رہیے تا کہ ہمارے دونوں لڑکے (امین و مامون) آپ سے حدیثیں سن سکیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالی نے انتہائی متانت اور سنجیدگی سے فرمایا: اے امیر المومنین! اللہ تعالی آپ کو سربلندی عطا فرمائے۔ بیشک یہ علم آپ ہی کے گھر کی امانت ہے۔ آپ چاہیں تو اس کی قدر و منزلت میں اضافہ فرمائیں اور چاہیں تو اس کی تحقیر و توہین ہو۔ پیاسا کنوئیں کے پاس جاتا ہے، کنواں پیاسے کے پاس نہیں جایا کرتا۔ خلیفہ آپ کی بے باکی سے متاثر ہوا۔ اپنے لڑکوں کو ہدایت کی کہ مسجد میں جا کر درس میں شامل ہوا کرو۔ امام مالک نے فرمایا بشرط یہ کہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔ ان کی نشست کا خصوصی اہتمام نہیں کیا جائے گا۔ خلیفہ نے یہ شرط بھی تسلیم کر لی۔

باعزت رویے کا مفہوم بد دماغی یا تکبر نہیں بلکہ بلندی اور خودداری ہے۔ ذلت و خواری سے اجتناب ہے۔ اللہ تعالی اپنے مومن بندوں سے یہی چاہتا ہے کہ وہ سر اٹھا کر رہیں۔ اپنی خودداری پر کبھی حرف نہ آنے دیں۔ اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے نہ جھکیں۔ ایک مسلمان کے سامنے رفعت و بلندی کا معیار صرف اس کا دین اور اس کا رب ہوتا ہے۔ انہیں سے اس کی بڑائی و بزرگی وابستہ ہوتی ہے۔ کسی کا قول ہے کہ جو اللہ کی اطاعت کے بغیر عزت کا طلبگار ہوتا ہے اسے اللہ تعالی ذلیل کر دیتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم ذلیل و خوار تھے۔ اللہ نے ہمیں اسلام کی دولت عطا فرمائی اور ہمیں رفعت و بلندی سے سرفراز فرمایا۔ اب جو اسلام کو نظر انداز کر کے بڑا اور عزت والا بننا چاہے گا اللہ اسے ذلیل و خوار کر دے گا۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

عزت و وقار اور سطوت و شوکت کا سر چشمہ اللہ تعالی کی ذات ہے۔ وہ خود عزیز و حکیم ہے، اس سے جو بھی وابستہ ہو جاتا ہے وہ بھی عزت والا بن جاتا ہے۔ اللہ تعالی سے بے تعلق ہو کر ذلت و نکبت اور وحشت و آوارگی ہی انسان کا مقدر بن جاتی ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

میں بھی پھروں ہوں مارا مارا چھوڑ کے تیرے دامن کو

پیڑ سے جو پتہ ٹوٹے ہے آوارہ ہو جائے ہے

قرآن کہتا ہے: ﴿ قُلِ ٱللَّهُمَّ مَٰلِكَ ٱلْمُلْكِ تُؤْتِى ٱلْمُلْكَ مَن تَشَآءُ وَتَنزِعُ ٱلْمُلْكَ مِمَّن تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَآءُ ۖ بِيَدِكَ ٱلْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٦﴾ ﴾ (آل عمران: ٢٦) ترجمہ: کہو، خدایا، ملک کے مالک، تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے۔ جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ دوسری جگہ فرمایا:

﴿ وَلِلَّهِ ٱلْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِۦ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨﴾ ﴾ (المنافقون: ٨)

ترجمہ: حالاں کہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے، مگر یہ منافق جانتے نہیں ہیں۔

ایک مسلمان اس دنیا میں دوسروں کے لئے نرم چارہ اور راستے میں پڑا لاوارث سامان نہیں ہوتا کہ جس کا جی چاہے ہضم کر جائے۔ بد قسمتی سے ذلت و مسکنت، سادہ لوحی اور احمقانہ حد تک عاجزی و انکساری کو نیکی بلکہ تقویٰ کی شان سمجھا جانے لگا ہے۔ حالانکہ کہ مومن کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ آسان اور سستا نہیں ہوتا کہ جس کا جی چاہے کان پکڑ کر جوت لے۔ بلکہ وہ اپنی عزت و آبرو کا محافظ، خوددار اور خود نگری کا خوگر ہوتا ہے۔ اپنے حقوق پہچانتا اور ان کی حفاظت کے لئے چاق و چوبند ہوتا ہے۔ اپنے مال و دولت کی بہتر طور پر نگرانی کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ اس رویہ سے پرہیز کرتا ہے جس سے اندیشہ ہو کہ اس کی تحقیر ہو جائے گی۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر کوئی شخص میرا مال زبردستی چھیننا چاہے تو میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے ہرگز نہ چھیننے دو۔ اس نے کہا کہ اگر وہ مجھ سے لڑنے لگے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی لڑو۔ اس نے پھر پوچھا کہ اگر وہ مجھے قتل کر دے تو؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس صورت میں تم شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو گے۔اس نے کہا کہ اگر میں اسے قتل کر دوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔(مسلم)

ذلت و کمزوری مومن کی شان کے خلاف ہے۔وہ ہر حال میں اپنی جان، مال اور عزت و آبرو کا محافظ ہو تا ہے۔ یہی اس کے دین کا تقاضہ بھی ہے اور اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ بھی۔حدیث شریف میں ہے کہ: جو کوئی کسی مال دار کے پاس بیٹھے اور دنیوی فوائد کے لئے ذلت و خواری کا رویہ اختیار کرے تو اس کا ایک تہائی دین ضائع ہو جاتا ہے اور وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔(طبرانی)

مومن کی خودداری اسے جانباز اور طاقتور بناتی ہے۔وہ مشکلات سے ڈرنے کے بجائے ان پر قابو پانے کی جدو جہد کرتا ہے۔وہ اپنے مقام و مرتبہ کی حفاظت کے لئے شب و روز محنت کا عادی اور پیہم کوششوں کا خوگر بن جاتا ہے۔وہ کمزور بن کر دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنے کے بجائے ہمت و حوصلہ سے کام لے کر اپنی دنیا آپ پیدا کرتا ہے اور دوسروں کے لئے عزت و خودداری کی روشن مثال بن جاتا ہے۔ محفل گداز گرمئ محفل نہ کر قبول